

تفسیر "سورہ البقرہ" (آیات 16 تا 20)

<?xml encoding="UTF-8?">

"أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَّةَ بِالْهُدَى فَمَازِيحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ (16)

یہ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی تو نہ اُن کے بیوپار نے نفع ہی دیا اور نہ اُنہیں ہدایت ہی نصیب ہوئی "

؛؛؛

متقین کے بعد جو "أُولَئِكَ الَّذِينَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمَفْلُحُونَ" تھا یہ بظاہر اس کا جواب ہے جو منافقین کے ذکر کے بعد وارد ہوا ہے یعنی سورہ کی ابتدا میں جو کردار بیان ہوا تھا وہ ہدایتِ الہی پر قائم رہنے والوں کی شان ہے اور یہ کردار جو بعد کی کئی آیتوں میں بیان ہوا جن کی تفسیر سابقاً بیان ہوئی یہ ان کا ہے۔ جنہوں نے بالاخیار متاعِ گراں مایہ ہدایت کے بدلے ضلالت کو ترجیح دی اور اسی ترجیح دینے کو مجازاً "خریداری" سے بیان کیا گیا ہے اس لیے کہ وہ ہدایت اگرچہ ان کے پاس موجود نہ تھی مگر چونکہ وہ ان کے بالکل امکان میں تھی اور وہ چاہتے تو بلا مانع و مزاحم اُس سے فائدہ اٹھا سکتے تھے اس لیے وہ گویا اُن کے قبضہ میں تھی اور اب جو انہوں نے ترک کر کے گمراہی پسند کی تو یہ ایسا ہے کہ جیسے انہوں نے اپنی مقبوضہ ملکیت کو ہاتھ سے دیکر اس کی قیمت میں گمراہی حاصل کی۔ (1)

اب گزشتہ فقرہ "أُولَئِكَ الَّذِينَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ" کے ساتھ "أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَّةَ بِالْهُدَى" کو رکھ دیجئے تو دونوں سے یہ صاف ظاہر ہو جائیگا کہ سابق میں جو "هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ" کہا گیا تھا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خالق کی جانب سے اُسے پہلے ہی محدود کر دیا گیا ہے۔ درحقیقت اس کی طرف سے تو وہ ہدایت سب ہی کے لیے ہے مگر یہ کہ اس کا فائدہ صرف متقین کو حاصل ہوتا ہے اور کافرین و منافقین محروم رہتے ہیں یہ خود ان دونوں کے اختیار کا فرق ہے :

"أَنَا هَدِيْنَاهُ السَّبِيْلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُوْرًا" (الدھر)

اس فقرہ میں جو مومنین کے لیے آیا تھا نتیجہ ان کے حسن اختیار کا دکھایا گیا تھا ان لفظوں میں کہ "أُولَئِكَ هُمُ الْمَفْلُحُونَ" فلاح کے معنی جیسا کہ وہاں بیان ہوا "دنیا و آخرت کی بہتری کے ہیں"۔ اس کے باقابل منافقین کے لیے نتیجہ ان کے سوء اختیار کا دکھایا گیا ہے کہ

"فَمَازِيحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ"

یہ فلاح کے بالمقابل دنیا و آخرت دونوں کے خسارے کا اظہار ہے یعنی اُن کے اس بیوپار سے نہ تو دنیا ہی میں انہیں کوئی فائدہ حاصل ہوا چونکہ فائدہ تو وہی سمجھا سکتا ہے جو سرمایہ سے زیادہ قیمت رکھتا ہو۔ یہاں ہدایتِ الہی کے ذریعہ سے جو ان کے لیے انفرادی اور اجتماعی مفادات حاصل ہو سکتے تھے وہ سب ان کے ہاتھ سے گئے جس کے برابر بھی کوئی شے اُن کو نہیں مل سکی۔ چہ جائیکہ اس سے بہتر۔

پھر یہ کہ وہ ہدایت سے بھی محروم ہوئے جو نجاتِ اُخروی کی ذمہ دار تھی۔ لہذا آخرت کی کامیابی تو کیا ملتی ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب کا استحقاق انہیں حاصل ہو گیا اور اس سے بڑھ کر "خسر الدنيا والاخرة" کا مصداق اور کیا ہو سکتا ہے۔

"مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْفَدَ نَارًا^۱ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٍ لَا يَبْصُرُونَ (17)

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی مگر جب آگ نے اُس کے گردوپیش اُجالا کر دیا، اللہ نے ان کی روشنی سلب

کر لی اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا اس حال میں کہ انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا"؛؛

یہ منافقین کے حالات کی تصویر کشی ہے۔

جو کافر ہیں وہ تو ایک مستقل حال میں ہیں جسے روحانی نقطہ نظر سے اندھیرا ہی اندھیرا سمجھا جاسکتا ہے۔ مگر منافقین انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آکر اظہارِ اسلام کیا۔ اس کی وجہ سے وہ اُس نورِ حقیقت سے قریب آگئے جو دین و دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہے اور اس طرح ایک آگ گویا انہوں نے سلگائی جس سے فائدہ اٹھانا ان کے لیے آسان نہ تھا۔ اس آگ کی روشنی گردوپیش پھیل گئی یعنی سینکڑوں طالبان حق اس کے نور سے منور ہوئے اور اس کی وجہ سے دنیا و آخرت کی کامیابی پر فائز ہوئے مگر خود یہ منافقین چونکہ انہوں نے دل میں انکار و عناد چھپا رکھا اور کھلے دل سے آیاتِ حقیقت پر غور نہیں لہذا ان کی آنکھوں کے سامنے وہ جو ایک جھلکی روشنی کی کبھی نمودار ہوئی تھی وہ بھی غائب ہوگئی اور توفیقاتِ الہیہ کے سلب ہو جانے سے جو ان کے سوء اختیار کا نتیجہ ہے انکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ (2)

دوسری تفسیر اس تمثیل کی یہ ہے کہ ان منافقین نے جب اظہارِ اسلام کیا تو اس کے نتائج نمودار ہوئے، ان احکام کی صورت میں جو ان کے اسلام پر مرتب ہوئے جیسے مالِ غنیمت سے حصہ ملنا، جان و مال کا محفوظ ہونا، اسلامی معاشرہ میں برابر کا درجہ دیا جانا وغیرہ یہ ہے وہ روشنی جو گردوپیش میں پھیل گئی مگر اس کے بعد جب آنکھ بند ہو، کھلی یعنی آخرت کی منزل سامنے آئی تو وہ سب برکات سلب نظر آئے۔ اب عذابِ آخرت اور اس کی سختیوں کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ (3)

"صُمٌّ مٌ بُكْمٌ عُمًى فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ (18)

بہرے، گونگے، اندھے ہیں وہ اب پلٹیں گے نہیں"؛؛

اس آیت کی وضاحت دوسرے مقام پر خود قرآن کی دوسری آیت سے معلوم ہوتی ہے کہ "لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ" (بہاولہم اعین لایبصرون بہاولہم اذان لا یسمعون بہا) (الاعراف #179) وہ بہرے اس معنی میں نہیں کہ ان کے کانوں میں سننے کی طاقت نہیں، کان ہیں اور کانوں میں ذاتاً سننے کی قوت بھی ہے مگر وہ ان کانوں سے صدائے حق سننے کا کام نہیں لیتے لہذا نتیجہً وہ مثل بہرے کے ہو گئے ہیں۔ زبانیں بھی ہیں مگر تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے کلمہ حق کے ساتھ گویا نہیں ہوتیں۔ اس اعتبار سے "گونگے" ہیں۔ آنکھیں بھی مگر ان سے آیاتِ حقیقت پر نظر نہیں ڈالتے اور تعصب کے پردے ایسے پڑے ہیں کہ جلوہ حق انہیں نظر نہیں آتا۔ اس لحاظ سے وہ اندھے ہیں۔ (4)

اب جب انکی دشمنی اور ضد سے یہ ثابت ہے تو یہ اُمید کب کی جاسکتی ہے کہ وہ باطل سے حق کی طرف رجوع کریں اور اس مسلک سے جس پر قائم ہیں پلٹ کر کوئی دوسرا مسلک کریں۔

**

"أَوْ كَصِيبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ^١ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِّنَ حَدْرِ الْمَوْتِ^٢ ۚ وَاللَّهُ مُجِيبٌ بِالْكَافِرِينَ (19)

یا جس طرح بارش آسمان کی جس میں تاریکیاں ہوں اور گرج اور چمک، وہ گرنے والی بجلیوں سے مرنے کے ڈر سے اپنی

انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں حالانکہ اللہ کافروں کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے "؛؛

یہ اسلام اور اُس میں منافقین کے کردار کی کچھ دوسری حیثیتوں سے تمثیل ہے۔

اسلام اور اس کے برکات کیا ہیں؟؟ ایک موسلا دھار بارش جو عالم بالا سے بورھی ہے جس سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں مگر مخالفین حق، کافرین اور منافقین کے لیے اس میں تاریکیاں ہیں، گرج ہے اور چمک ہے کیونکہ اسلام کے غلبہ و رفعت سے اُنکی آنکھوں میں دنیا سیاہ ہے اور اپنے مستقبل کے لیے ان کا دل دھلا جاتا ہے اور آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں۔ غزوات میں اسلامی فتوحات اور ان میں آئندہ کے لیے اُن کے مستقبل کے متعلق ہلاکت و تباہی کی جو تخویف و تہدید نظر آتی ہے اور اس کے متعلق وحی کے پُرزور اعلانات ان کے سامنے آتے ہیں۔ ان کے سننے کی تاب بھی انہیں نہیں ہے۔ اس سبب سے ان کے دل لرزنے لگتے ہیں اور وہ ان تاثرات سے بچنے کے لیے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں یعنی کسی نہ کسی طرح ان کے سننے سے گریز کرتے ہیں۔ مگر یہ اُن کا کانوں میں انگلیاں دینا یعنی سننے سے گریز کرنا اس شترمرغ سے علیحدہ نہیں ہے جو آندھی کے ڈر سے ریگ (ریت) میں سرچھپا لیتا ہے۔ وہ اس طرح اُس عظیم انقلاب کے اثر سے محفوظ کہاں تک رہ سکتے ہیں۔ اسی کو ان الفاظ میں بتایا گیا ہے "اللہ ہر طرف سے کافروں کو گھیرے ہوئے ہے" اور وہ اس سے بچ کر نہیں نکل سکتے۔

**

"يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا^٣ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ^٤ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (20)

قریب ہے کہ بجلی انکی نگاہوں کو خیرہ کر دے (1) جب وہ ان کے لیے اُجالا کرتی ہے تو وہ اس روشنی میں چلنے لگتے ہیں اور جب اُن پر اندھیرا ہو جاتا ہے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر خدا چاہتا تو ان کے سننے اور دیکھنے کی طاقتوں کو زائل ہی کر دیتا بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے "

؛؛

منافقین کو نہ کوئی حق طلبی کا جذبہ ہے نہ وہ حق کو حق سمجھ کر اختیار کرنا چاہتے ہیں بلکہ اپنے دیرینہ کیش سے محبت کی وجہ سے اُنہیں دین حق کی کامیابیوں سے تکلیف ہوتی ہے مگر وہ اپنے دنیاوی مفادات کے تحفظ کے درپے ہیں اس لیے وہ اسلام کی روز افزوں ترقیوں اور کامیابیوں سے غیر متعلق نہیں رہنا چاہتے۔ انکی قلبی تکلیف کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ان فتوحات کو نظر بھر کر دیکھنے کی بھی تاب نہیں رکھتے اور قریب ہے کہ یہ چمک انکی نگاہوں کو خیرہ کر دے۔ اور اس دنیوی مفاد کے تحفظ کی فکر باعث ہوتی ہے کہ

جب یہ فتوحات حاصل ہوں تو وہ دو چار قدم بڑھ کر اپنے کو مسلمانوں سے قریب تر بنانے کی کوشش کریں لیکن جب اتفاق سے یہ فتح و ظفر کا سلسلہ رک جاتا ہے اور کہیں مسلمانوں کو وقتی شکست یا زحمت یا تکلیف پیش آجاتی ہے تو پھر فوراً یہ بڑھتے ہوئے قدم رُک جاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ دل سے حقانیتِ اسلام پر غور نہیں کرتے۔ اسی بنا پر قرآن نے جھنجھلائے ہوئے لفظوں میں آخر میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے انہیں آنکھوں اور کانوں کی نعمت سے کلیۃً محروم نہیں کر دیا ہے۔ ورنہ جبکہ یہ ان آنکھوں اور کانوں سے کام نہیں لیتے، کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں اور آنکھوں سے ان جلووں کے دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے تو یہ آنکھ اور کان اس قابل نہیں ہیں کہ ان کے پاس باقی رکھے جائیں۔

- (1) فان قيل كيف اشتروا الضللة بالهدى وماكانوا على هدى قلنا جعلوا لتمكنهم منه كانه في ايدهم فاذا تركوه ومالوا الى الضللة فقد استبدلوه ا به. (رازی)
- ایمان کا قبول کر لینا ان منافقین کے بالکل اختیار کے اندر ہے لیکن اس کی بجائے انہوں نے روش کفر اختیار کی۔ (دریابادی)
- (2) ولا جل ان ينوه الله بماللتوفيق والتسديد من الاثر الشريف في تائيد العقل على مكافحته للوساس الشيطان ونزعات النفس الامارة واهوائها عبر عن حالهم في غيهم على سبيل المجاز واستعارة بانهم حينئذ ذهب الله بنورهم (بلاغی)
- (3) وهذا هو المروى عن ابن عباس وقتادة والضحاك والسدي. (مجمع البيان)
- (4) لمالم تصل اليهم منفعة هذا الاعضاء فكانهم ليس لهم هذا الاعضاء. (مجمع)